IMPACT FACTOR 5.473(SJIF)

UPA NATIONAL E-JOURNAL
Interdisciplinary Peer-Reviewed IndexedJournal
Volume -8 : Issue-1 (February-2022)

ISSN 2455-4375

معمار ادب: مولانا الطاف حسین حالیؔ

ڈاکٹر شیخ عمران

مولانا الطاف حسین حالیؔ اردو ادب میں محتاج تعارف نہیں ۔ مولانا حالیؔ اردو زبان و ادب کے عناصر خمسہ میں سے ایک ہیں۔ وہ اپنی بعض خصوصیات کی وجہ سے اردو ادب کی دنیا میں ایک ممتاز مقام رکھتے ہیں۔ وہ بیک وقت انشا پرداز، مورخ، نقاد، فلسفی، سوانح نگار اور ایک غیر معمولی شاعر تھے۔ شمس العلماخواجہ الطاف حسین حالیؔ کانام اس برصغیر کے کروڑوں انسانوں کے دلوں پر ادب واحترام کی مہر لگاچکاہے۔ حالیؔ نے ویسے توکئی بڑے کام انجام دیے، لیکن آپ کا سب سے بڑا کارنامہ مسلمانان ہند کے زاویہ نگاہ کو ایک اخلاقی اور انقلابی شاہراہ پر ڈال دینا تھا۔ یہ سرسید کے اس نظام شمسی کے ایک درخشاں ستارے تھے جن کی علمی، ادبی، سیاسی، سماجی، تعلیمی و تہذیبی جھلک سے ایک نئی روشنی پیدا ہوئی تھی اور ظلمت میں گھری قوم میں نئی زندگی کی لہر دوڑ گئی تھی۔ حالیؔ سرسید کے ان رفقاء میں سے تھے جنھوں نے مسلمانوں کے اندر ایک نشاۃ ثانیہ کا جذبہ پیدا کر دیا تھا۔ ان بیش بہا خدمات کی وجہ سے ہندوستان میں اسلامی تہذیب کا چراغ جو بجھنے والا تھا پھڑک کر پھر سے روشن ہوگیا۔ ان سب کی کوشش تھی کہ تہذیب اسلامیہ میں جوماضی کی ایک شاندار روایت تھی موجودہ نسل کی غفلت کی وجہ سے کہیں دفن نہ ہو جائے۔ انہیں بزرگوں کے طفیل ہے کہ ہندوستان میں ملت اسلامیہ پھر منہ دکھانے کے قابل ہے۔ غدر کے بعد مسلمانوں کی زبوں حالی سے جو لوگ سب سے زیادہ متاثر ہوئے ان میں حالی بھی تھے۔

مولانا الطاف حسین حالیؔ کی پیدائش سن ۱۸۳۷ میں پانی پت میں ہوئی۔ والد کا نام خواجہ ایزد بخش تھا۔ نو برس کے ہوئے تو والدہ کا انتقال ہوگیا۔ زمانے قدیم کی روایت کے مطابق انہوں نے پہلے قرآن پڑھا پھر عربی و فارسی کی تعلیم حاصل کی۔ ۱۷ برس کی عمر میں آپ کی شادی ہوئی۔ آپ کو علم حاصل کرنے کا بڑا شوق تھا اور اس کے لیے انہوں نے دلی کی راہوں کو چنا۔ حالیؔ نے اپنے عہد کے بڑے بڑے علما و حکما، شعرا اور منطق دانوں سے فیض حاصل کیا اور مختلف علوم میں مہارت حاصل کی۔

حالیؔ کے ہم پر کئی احسانات ہیں۔ سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ ادب میں فرسودہ روایات کا خاتمہ آپ نے کیا ہے۔ شاعری کے مردہ جسم میں آپ نے ایک نئی روح پھونکی اور اسے دوبارہ زندہ کیا۔ شاعری کو فحش، ناپاک، خرافات اور گندھے خیالات سے بالکل پاک کر دیا۔ اُنہوں نے اردو شاعری کو اصلاح، اخلاق، ادب اور فلسفہ کے سانچے میں ڈھال کر ہمارے ادب کی توقیر کی۔ اردو شاعری کو جدت سے ہمکنار کرنے میں حالیؔ کی اصلاحی تحریک کا نمایاں حصہ رہا ہے۔ اس تحریک کی بدولت اردو شاعری کا قافلہ نہ صرف جدت کی راہوں پر آگے بڑھا بلکہ اس نے نئی منزلیں بھی تلاش کیں۔ اس تحریک کی وجہ سے اردو شاعری میں وسعت پیدا ہوئی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اردو شاعری اپنے آپ کو صرف حسن و عشق کی داستان تک محدود نہ رکھ سکی بلکہ قومی، سماجی، اخلاقی تمام موضوعات کو اپنے دامن میں جگہ دی۔ عبد السلام ندوی لکھتے ہیں:

> “ دور جدید میں جب الفاظ، محاورات کو چھوڑ کر ہمارے شعرا کی توجہ تمام تر معانی و مطالب
> کی طرف مبذول ہو گی اور اردو شاعری پر معنوی حیثیت سے اعتراضات کیے جانے لگے

> تو جدید شاعری کے ساتھ فن تنقید کا بھی ایک نیا دور شروع ہوا اور سب سے پہلے مولانا حالیؔ نے اپنے دیوان کے مقدمے میں اردو کے تمام متداول اصناف شاعری پر اصول فن کے مطابق بحث کی اور آج معنوی حیثیت سے اردو لٹریچر میں بھی مقدمہ فن تنقید کا بہترین نمونہ خیال کیا جاتا ہے۔" (شعر الہند، جلد دوم، عبد السلام ندوی، ص۔۱۰)

خواجہ الطاف حسین حالیؔ ایک معمار ادب تھے۔ وہ ادب کے ذریعے مسلمانوں کی اصلاح کرنا چاہتے تھے۔ حالیؔ نے جب ادب کا مطالعہ کیا تو انہیں ادب میں خاص کر اردو شاعری میں فحاشی و عریانیت کے علاوہ اور کچھ نظر نہ آیا۔ شاعری لفظی بازی گری اور سطحی جذبات کی عکاس بن گئی تھی۔ شاعری میں صنعتوں کا استعمال بڑے پیمانے پر ہونے لگا تھا۔ حالی نے شاعری کا مطالعہ کیا تو اُنہیں ایسا محسوس ہوا کہ شاعری سے اصلاح کا کام نہیں لیا جاسکتا۔ غزل پر انہوں نے اعتراض کیا اور کہا کہ۔"غزل کو دریا گود کر دینا چاہیے"۔ حالیؔ نے نظم گوئی کی طرف شاعروں کا رجحان عام کرنے کی کوشش کی۔ اتنا ہی نہیں غزل کے خلاف باضابطہ مہم شروع کر دی۔ اس کام میں مولانا محمد حسین آزاد نے حالیؔ کا ساتھ دیا۔ حالیؔ کی ان کوششوں سے بہت سے شعر امتاثر ہوئے جس کی عمدہ مثال آج کے ادب میں دیکھنے کو ملتی ہے۔

حالیؔ شاعری میں مقصدیت کے قائل تھے۔ انہوں نے اپنی تصنیف "مقدمہ شعر و شاعری" میں غزل کے محاسن اور معائب پر روشنی ڈالی۔ وہ شعر کو محض مسرت حاصل کرنے کا ذریعہ نہیں سمجھتے تھے بلکہ وہ شعر کی تاثیر سے استفادہ کو ضروری قرار دیتے تھے۔ شاعری میں وہ پیغامبری کے بھی قائل تھے۔ مثنوی کی صنف کو وہ سب سے زیادہ کارآمد تسلیم کرتے تھے کیونکہ اس میں شاعر اپنی بات تسلسل کے ساتھ پیش کر سکتا ہے اس طرح کا بیان غزل میں ممکن نہیں۔ مثنوی کے ساتھ وہ مرثیے کو پسند کرتے تھے۔ وہ اس لیے کہ مرثیے میں جن واقعات کا ذکر کیا جاتا ہے اس کی بنیاد حقیقت پر مبنی ہوتی ہے۔ مرثیہ گو فطری انداز بیان اختیار کرتے ہیں جس کے ذریعے اخلاقی تعلیم دی جاسکتی ہے۔ البتہ اردو شعرا کو قصیدہ کہنے سے حالیؔ منع کرتے تھے کیونکہ اس میں مبالغہ آرائی کی بھرمار اور خوشامد کے سوا کچھ نہیں۔ قصیدہ نگار اپنی ذاتی غرض پورا کرنے کے لیے قصیدہ لکھتا ہے اور اس سے قوم کی اصلاح ممکن نہیں۔ شاعری کہ ذریعے وہ قوم کو بیدار کرنا چاہتے تھے اور یہی ان کا اصل مقصد تھا۔ "انجمن پنجاب کی تحریک" کو اردو میں نہایت اہم مقام حاصل ہے۔ مولانا حالیؔ اس تحریک کے ایک اہم رکن تھے۔ اس تحریک کو آگے بڑھانے اور کامیاب کرنے میں حالیؔ کا اہم رول رہا ہے۔ خود مولانا حالیؔ نے انجمن پنجاب کے مشاعروں میں نہایت پر اثر اور دلوں کو متاثر کرنے والی نظمیں تحریر کیں۔ حالیؔ کی اصلاحی تحریک کا اثر یہ ہوا کہ اردو غزل پر اس کے گہرے اثرات مرتب ہوئے غزل نے حسن و عشق کو اپنا موضوع ضرور بنایا لیکن اس میں مضمون، ہیت میں وسعت پیدا ہوئی۔ غزل نے دوسرے موضوعات کو بھی اپنے دامن میں جگہ دی۔ قومی، اخلاقی، ملکی، سیاسی و سماجی موضوعات اس تحریک کی بدولت غزل میں داخل ہوئے۔

اردو میں سوانح نگاری کی ابتداء مولانا الطاف حسین حالیؔ سے ہوئی اگر ایسا کہا جائے تو غلط نہ ہوگا۔ سوانح نگاری میں حالیؔ کا مرتبہ بلند ہے۔ آپ نے اپنے اسلوب، متانت اور ہمواری سے مختلف موضوعات میں ہم آہنگی پیدا کی۔ حالیؔ کی بدولت اردو سوانح نگاری ترقی کی راہ پر گامزن ہوئی۔ غالباً حالیؔ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے اردو میں سوانح نگاری کی داغ بیل ڈالی۔ حیات سعدی، حیات جاوید اور یادگار غالب اس کی عمدہ مثالیں ہیں۔ انہوں نے اردو کے مایہ ناز شاعر مرزا غالبؔ کی شخصیت پر "یادگار غالب" تحریر کی جو سن ۱۸۹۷ میں منظر عام پر آئی۔ اس کتاب کی وجہ سے غالب شناسی کا ایک نیا دور قائم ہوا۔ اس کتاب میں حالیؔ نے غالب کے کلام کی ندرت، دقت پسندی، شوخی و ظرافت، معنی آفرینی وغیرہ موضوعات پر بحث کی ہے۔ "یادگار غالب" کے ضمن میں قاضی افضال حسین نے لکھا ہے:

> "انہوں نے غالب کے شعری امتیازات کو اردو فارسی کی شعری روایت کے تناظر میں

رکھ کر ان اوصاف کے حوالے سے غالب کا قدر تعین کرنے کی کوشش کی۔حالی آردو
کے پہلے نقاد ہیں جنہوں نے معنی کے عدم تعین یا متن میں ایک سے زیادہ معنی کی
موجودگی کو شعری خوبی کہا اور اس طرح کلام غالب کی تشریح و تعبیر میں تنوع کی راہ
ہموار کی۔" (جہات غالب، ڈاکٹر عقیل احمد، ۲۰۰۴، ص۔۱۹۰)

عام طور سے حالی کی عبارت سادگی اور صفائی کی آئینہ دار ہے۔عبارت آرائی، رنگینی سے گریز کیا ہے۔اپنی تصنیفات میں انہوں نے زیادہ تر اخلاقی رجحان کو اپنایا۔اردو تنقید میں حالی کا رتبہ بہت بلند ہے وہ اس لیے کہ حالی کو اردو کا پہلا باقاعدہ تنقید نگار ہونے کا شرف حاصل ہے۔حالی کی تصنیف "مقدمہ شعر وشاعری" کو اردو تنقید کا اولین نقش تسلیم کیا جاتا ہے۔یہ تنقیدی تصنیف اردو کا جلوہ زیبا ہے۔جو یقینا بالیدگی کے نتیجہ میں رونما ہوا ہے۔"مقدمہ شعر وشاعری" کو بابائے اردو ڈاکٹر مولوی عبدالحق نے اردو تنقید کا پہلا نمونہ کہا ہے۔جب کہ پروفیسر آل احمد سرور نے اسے اردو شاعری کا پہلا منشور کہا ہے۔

الطاف حسین حالی نے نظریاتی اور عملی تنقید دونوں کے نمونے پیش کیے ہیں۔نظریاتی سطح پر مفصل اور فکر انگیز باتیں اردو ادب میں حالی سے قبل نہیں ملتیں۔شعر وادب کا زندگی سے کیا تعلق ہے؟ شاعری میں افادیت ہو سکتی ہے یا نہیں؟ شاعری میں مقصد کا کیا مقام ہے؟ شعر کا اخلاق سے کیا رشتہ ہو سکتا ہے؟ شاعری کسے کہتے ہیں؟ شاعری کے عناصر ترکیبی کون کون سے ہیں؟ اس طرح کی بہت سی باتیں اردو تنقید میں حالی کی بدولت منظر عام پر آئیں۔حالی کی تنقید ہیئتی کے ساتھ ساتھ تاریخی بھی ہے۔عملی تنقید میں حالی کی تصانیف "یادگار غالب" اور "حیات سعدی" اگرچہ سوانحی ادب کے زمرے میں آتی ہیں لیکن ان میں عملی تنقید کا بیشتر حصہ موجود ہے۔ان تصانیف میں حالی کا رنگ تنقید وہی ہے۔جو مقدمہ شعر وشاعری میں نظر آتا ہے۔حالی سے اردو تنقید کا جو روشن باب شروع ہوا اسے بعد میں اردو کے دیگر تنقید نگاروں نے مزید پیش رفت عطا کی۔حالی کے اس عہد کو عہد زریں سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔

مولانا الطاف حسین حالی نے قوم کی اصلاح کے ساتھ ساتھ بہت سے نیک کام انجام دیے۔حالی کی شاعری و تصانیف صرف ہمارے ادب کا ایک گرانمایہ سرمایہ ہی نہیں بلکہ ہماری بقا کے لیے ہدایت کا ایک سرچشمہ بھی ہے۔ان میں انسانیت کی وہ قدریں موجود ہیں جو انسان کی تخلیق کا مدعا ہے۔زندگی کا کوئی ساز ایسا نہ ہوگا جسے حالی نے نہ چھیڑا ہو۔تہذیب، تمدن، مذہب، آزادی، غلامی، اخلاق ہر موضوع پر انہوں نے طبع آزمائی کی۔بالآخر یہ عظیم شاعر، مصلح قوم اور فرشتہ صفت انسان سن ۱۹۱۴ میں اس دنیائے فانی سے کوچ کر گیا لیکن ان کی خدمات کے باعث اردو ادب میں حالی کا نام اور کام ہمیشہ زندہ رہے گا۔حالی کے متعلق اردو کے مشہور و معروف شاعر ڈاکٹر سر محمد علامہ اقبال لکھتے ہیں:

مشہور زمانے میں ہے نام حالی
معمور مئے حق سے ہے نام حالی

ڈاکٹر شیخ عمران
اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ اردو
وسنت راؤ نایک گورنمنٹ انسٹی ٹیوٹ
آف آرٹس اینڈ سوشل سائنسز، ناگپور۔

shaikhimranvas@gmail.com